عہد نبویؐ اور خلفا ابوبکرؓ و عمرؓ میں غیر مسلم معابد — تحقیقی جائزہ

احسان الرحمٰن غوری*

محمد منشاء طیب**

مذہبی آزادی اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے فطرت انسانی اس حق کو تسلیم کرتی ہے اور جبر پر مبنی معاشروں میں بھی سلیم الفطرت لوگ اس مسلمہ حق کو تسلیم کرتے آئے ہیں۔ اسلام ہر زمانے میں دنیا کے ہر معاشرے سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ یہ انسانی حق بہر حال محفوظ رہنا چاہیے قرآن مجید نے اس سلسلے میں بہت واشگاف الفاظ میں اپنے پیروکاروں کو یہ تعلیم دی ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ﴾ (۱)

''دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں۔''

اسی اصول کے پیش نظر اسلام نے اپنی حکومت کے ماتحت رہنے والے غیر مسلم شہریوں کو مکمل مذہبی آزادی عطا فرمائی ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو وہ تمام تر حقوق حاصل رہے ہیں جن پر انسانی اور مذہبی حقوق کا اطلاق ہوتا ہے۔ مال و جان اور عزت و آبرو کے تحفظ سے لے کر عقیدہ و مذہب کی آزادی تک، ہر پہلو سے ان کے حقوق کی پاسداری کا اہتمام جس قدر اسلامی ریاست میں کیا گیا ہے دیگر ریاستوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ تاریخ کے اوراق اس دعوے پر شاہد ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے بعض اسباب و وجوہ کی بنا پر اسلام کے خلاف غزو فکری میں جو شدت آئی ہے اس سے یہ مسئلہ بھی بحث و نظر کا موضوع بنا ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کے پیروؤں کے حق میں نرم گوشہ نہیں رکھتا بلکہ ان کے عقیدہ و مذہب کے باب میں تشدد و تعصب کا علمبردار ہے۔ فی زمانہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی سیاسی و معاشی مغلوبیت کی بنا پر چونکہ وہ دفاعی پوزیشن میں ہیں اس لیے جس بلند آہنگی سے اس تاثر کی نفی کی ضرورت ہے، مسلمان اس سے محروم ہیں۔ اس صورت حال سے اسلام اور مسلمانوں کے تشخص کے حوالے سے اس منفی تاثر کو تقویت مل رہی ہے۔ سطور ذیل میں مقالہ نگاران نے کوشش کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے عبادت خانوں کی قانونی حیثیت اور آپ کی تعلیمات کی روشنی میں خلفائے راشدین کا طرز عمل صفحاتِ تاریخ کے دامن سے نکال کر منصۂ شہود پر لایا جائے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے پھیلائے گئے اس خلافِ واقعہ تاثر کی نفی ہو سکے۔ اور حقیقتِ حال نکھر کر دنیا کے سامنے آجائے۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

** پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

اس سلسلے میں عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ سے وہ تمام معاہدے جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن میں عہد نبوی اور مابعد ادوار میں غیر مسلموں کو ان کے معابد کی بقا اور انہیں عبادات میں مکمل آزادی کی ضمانت عطا کی گئی ہے۔

عہد نبویؐ اور غیر مسلموں کے معابد:

نبی اکرمؐ کی بعثت کے بعد روئے زمین پر جس پر امن ترین معاشرے کا قیام ممکن ہوا، اس معاشرے کو اس حوالے سے منفرد حیثیت حاصل ہے کہ اسلام کی نظریاتی مملکت میں غیر مسلم اقلیتوں کے جان، مال اور آبرو کو ہی مکمل تحفظ نہیں دیا گیا بلکہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی بھی دی گئی اور اس رواداری، تحمل و بردباری کی عملی مثال پیش کی گئی جو اسلامی فلسفۂ حیات کا بنیادی لازمہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ایسے متعدد معاہدوں کا ثبوت ملتا ہے جن میں آپؐ نے بطورِ اسلامی ریاست کے فرمانروا غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی عطا فرمائی تھی۔ کسی بھی اسلامی حکومت کے لیے وہ سب معاہدے اقلیتی امور کے قوانین کا ماخذ ہیں ذیل میں چند ایسے معاہدوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں عہد نبوی میں غیر مسلم اقلیتوں کی مذہبی آزادی اور ان کے عبادت خانوں کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔

(i) میثاق مدینہ:

کسی قوت کے بغیر دنیا کی تاریخ میں شاید ہی کہیں کسی ریاست کا قیام ممکن ہوا ہو لیکن یہ تاریخ کی کتنی بڑی حقیقت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک نظریاتی ریاست کو قائم فرمایا اور پھر خاص بات یہ ہے کہ قیام ریاست کا یہ مقصد آپ نے کسی طاقت و تشدد یا ظلم و جبر کے بل بوتے پر حاصل نہیں کیا، بلکہ محض ایک نوشتہ کے ذریعے حاصل کیا تھا۔

جس میں ریاست کے حکمران اور اس کی رعایا کے حقوق و فرائض اور دیگر فوری ضرریات کا تفصیلی ذکر ہے۔

اس دستاویز کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ نبی اکرمؐ کے ہاں دوسرے مذاہب کا کس قدر احترام تھا کہ اس نوشتے میں آپؐ نے واشگاف الفاظ میں یہود کو ان کے تحفظ کی ضمانت دی تھی۔ میثاق مدینہ کے الفاظ یہ ہیں:

"لليهود دينهم وللمؤمنين دينهم إلا من ظلم وأثم فانّهُ لا يُوتغ الا نفسه واهل بيته." (۲)

"یہودی اپنے دین پر (رہنے کے مجاز) ہوں گے اور مومن اپنے دین پر کاربند رہیں گے، البتہ جس نے عہد شکنی یا ظلم کا ارتکاب کیا تو وہ محض اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو مصیبت میں ڈالے گا۔"

(ii) اہل ایلہ کے لیے امان نامہ:

نبی اکرمؐ نے جو مذہبی امان نامے عطا کیے تھے ان میں ایک امان نامہ آپ نے اہل ایلہ کو بھی عطا کیا تھا، جس کے الفاظ

یہ تھے:

"هذه أمنة من الله ومحمد النبى رسول الله ليوحنة بن روبة واهل أيلة لسفنهم ولسيارتهم ولبحرهم ولبرهم."(۳)

"یہ امان نامہ اللہ اور اس کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یوحنہ بن روبہ اور اہل ایلہ کے لیے ہے جس میں ان کی کشتیوں، قافلوں، خشکی اور تری تمام لوگوں کے لیے امان ہے۔"

(iii) اہل نجران کے لیے امان نامہ:

اہل نجران کو نبی اکرمؐ نے جو امان نامہ عطا فرمایا تھا اس میں بڑی وضاحت کے ساتھ آپؐ کے الفاظ ہیں کہ ان کے مذہب سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا، ان کے معابد کو قانونی تحفظ حاصل ہوگا۔ اہل نجران کے لیے امان نامے کو علامہ بلاذری، امام طبری صاحب کتاب الخراج اور صاحب کتاب الاموال سمیت تقریباً تمام مؤرخین نے بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ معاہدے کے الفاظ یہ تھے:

"ولنجران وحاشيتها ذمة الله وذمة رسوله على دمائهم واموالهم وملتهم وبيعهم ورهبانيتهم واساقفتهم وشاهدهم وغائبهم وكل ماتحت ايديهم من قليل أو كثير وعلى ألا يغيروا أسقفًا من سقيفاه ولا راهبا من رهبانيته."(۴)

"اہل نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانوں، ان کے مذہب، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کی عبادت گاہوں، گرجا گھروں، راہبوں، ان کی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی کسی پادری، راہب یا سردار کو اس کے عہدے سے نہ ہٹایا جائے گا۔"

اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ یہ عہد نامہ فتوح البلدان للعلامہ بلاذری میں بھی موجود ہے۔(۵)

عہد خلفائے راشدین میں معابد:

نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد خلفائے راشدین کے زمانے میں غیر مسلم مفتوحہ ممالک سے معاہدے کرتے وقت رسول اکرمؐ کی رواداری کی پالیسی پر ہی عملدرآمد ہوتا رہا۔ خلفائے راشدین کے ادوار میں کیے گئے تمام معاہدوں میں عہد نبویؐ کی طرح مذہبی حقوق کے تحفظ کی پوری ضمانت موجود ہے۔ ذیل میں بالتفصیل عہد خلفائے راشدہ میں غیر مسلم معابد سے متعلقہ معاہدوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

عہد صدیقی اور غیر مسلم معابد:

نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قلم دان خلافت سنبھالا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی اکرمؐ کی پیروی میں تمام صحابہ میں افضلیت رکھتے تھے، انتہائی رقیق القلب تھے۔ آپ نے بھی غیر مسلموں سے معاہدات کرتے وقت نبی اکرمؐ کی سنت کو پیش نظر رکھا۔ خلافت کی باگ سنبھالنے کے بعد آپ نے جو نبی اکرم کا تیار کردہ اسامہ بن زید کا لشکر روانہ فرمایا اس کو آپ نے جو نصیحتیں فرمائیں ان میں یہ نصیحتیں بھی شامل تھیں اور آپ اکثر اوقات لشکر کو روانہ کرتے وقت یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے:

''......بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، یہودیوں اور عیسائیوں کے ان لوگوں سے جنہوں نے دنیاوی تعلقات سے الگ ہو کر اپنے عبادت خانوں میں رہنا اختیار کر رکھا ہے ان سے کوئی تعرض نہ کرو۔''(٦)

اسی طرح آپ کے ادوار میں غیر مسلموں سے جتنے بھی معاہدات ہوئے ان میں غیر مسلموں کی مذہبی آزادی اور ان کے معابد کو باقی رکھا گیا۔

(i) اہل حیرہ (۷) سے معاہدہ:

عہد صدیقی میں جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے حیرہ شہر کا محاصرہ کیا اور محاصرہ طول پکڑ گیا تو عاجز آ کر شہر حیرہ کا رئیس عمرو بن عبدالمسیح دوسرے رؤساء کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل حیرہ کو جو امان نامہ لکھ کر دیا اس میں یہ بھی تھا:

''لا يهدم لهم بيعة ولا كنيسة......ولا يمنعون من ضرب النواقيس ولا اخراج فى صلبانهم يوم عيدهم.''(٨)

''ان کی خانقاہیں اور گرجے نہ ڈھائے جائیں گے اور نہ ان کے عہد کے دن ان کو ناقوس بجانے اور صلیبیں نکالنے سے روکا جائے۔''

(ii) اہل عانات (۹) سے معاہدہ:

اہل عانات (شام) کو حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو امان نامہ لکھ کر دیا تھا اس کے الفاظ بھی تقریباً اہل حیرہ کے امان نامے سے ملتے جلتے ہیں امان نامے کے الفاظ یہ ہیں:

''لا يهدم لهم بيعة ولا كنيسة وعلى أن يضربوا نواقيسهم فى أي ساعة شاء أومن ليل أو نهار الا فى اوقات الصلوٰة وعلى أن يخرجوا صلبانهم فى ايام عيدهم.''(١٠)

''ان کے گرجے اور خانقاہیں نہ گرائے جائیں گے وہ نماز کے اوقات کے علاوہ رات دن جب چاہے ناقوس بجا سکتے ہیں اور اپنے تہواروں کے موقع پر صلیب نکال سکتے ہیں۔''

یہ چند معاہدے ہم نے بطور مثال ذکر کیے ہیں۔ ورنہ ان ادوار میں غیر مسلموں کے ساتھ جتنے معاہدے ہوئے تھے ان میں معابد کی حفاظت کی پوری ضمانت موجود تھی، مثلاً:

امام ابو یوسف لکھتے ہیں:

"وصالحة اهل مار وسما وما حوله من القرى على ما صالحه عليه اهل الحيرة." (۱۱)

''اہل ماروسما اور اس کی نواحی بستیوں نے بھی انھی شروط پر صلح کی جن شرطوں پر حضرت خالد اہل حیرہ سے صلح کی گئی تھی۔''

مزید لکھتے ہیں:

"واعطاه اهل عين التمر الجزية كما اعطاهٔ اهل الحيرة وغيرهم من اهل القرى وكتب لهم كتابًا على ما كتب لاهل الحيرة وكذلك لاهل إليس." (۱۲)

''**اهل عين التمر** (۱۳) اور اس کی قریبی آبادیوں نے بھی اہل حیرہ کی طرح جزیہ دینا منظور کیا اور انھی شرائط پر مشتمل معاہدہ لکھا جن پر اہل حیرہ اور اہل الیس نے معاہدہ کیا تھا۔''(۱۴)

اسی طرح جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے قرقیسیاء (۱۵) شہر پر حملہ کیا تو انہوں نے امان طلب کی، اس معاہدے کے الفاظ بھی اہل عانات کو دیے گئے امان نامے سے ملتے جلتے ہیں۔ امام ابو یوسف رقم طراز ہیں:

"فاجابهم الى ذلک واعطاهم مثل ما أعطى اهل عانات."(۱۶)

حضرت خالد نے ان کی درخواست قبول کی اور اہل عانات کی طرح انھیں امان عطا فرمائی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف سے دیے گئے ان امان ناموں پر حضرت ابوبکرؓ نے کسی بھی طرح کی تردید یا ترمیم نہیں فرمائی، بلکہ اس کی توثیق فرمائی۔

امام ابو یوسف لکھتے ہیں:

"ولم يرد ذلک الصلح على خالدؓ ابوبكر رضى الله عنه ولا رده بعد أبى بكر رضى الله عنه عمر رضى الله عنه ولا عثمان رضى الله عنه ولا على رضى الله عنه."(۱۷)

'حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف سے کیے گئے صلح نامہ پر حضرت ابوبکرؓ نے کوئی تردید نہیں فرمائی اور آپؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے تردید فرمائی اور نہ حضرت عثمان وحضرت علیؓ نے۔''

(د) عہد فاروقی اور مابعد ادوار میں معابد:

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت جلد وفات پاگئے۔ آپؓ نے کبار صحابہ کرامؓ کے مشورے سے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد کیا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں اسلامی حکومت کی سرحدیں بہت وسیع ہوگئیں اور بہت سے علاقے اسلامی ریاست میں شامل ہوئے، آپ کے دور میں کیے گئے بے شمار معاہدات میں غیر مسلم رعایا کی مذہبی آزادی بلکہ متعین طور پر معابد کی بقا اور حفاظت کا ذکر ملتا ہے۔ ہم ذیل میں چند معاہدوں سے متعلقہ حصے نقل کرتے ہیں۔

(i) اہل دمشق (۱۸) سے معاہدہ:

حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں جب حضرت خالد بن ولید کو ابھی معزول نہیں کیا گیا تھا، آپ نے اہل دمشق کو ان کی صلح کی درخواست پر جو امان نامہ عطا کیا اس میں معابد کی حفاظت کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے:

"بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما اعطى خالد بن الوليد اهل دمشق إذا دخلها اعطاهم على انفسهم واموالهم وكنائسهم الا يهدم ولا يسكن شئى من دورهم لهم بذلك عهد الله وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والمومنين."(۱۹)

"اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ امان نامہ خالد بن ولید کی طرف سے اہل دمشق کے لیے ہے۔ جب وہ ان کی جانوں، اموال اور کنیساؤں کو فتح کیا کہ ان کو منہدم نہیں کیا جائے گا اور نہ اُن کے گھروں میں سکونت اختیار کی جائے گی۔ یہ اللہ کا عہد اور اس کے رسول، خلفا اور مومنین کا ذمہ ہے۔"

(ii) اہل قومس (۲۰) سے معاہدہ:

اہل قومس کو حضرت سوید بن مقرن نے جو امان نامہ عطا کیا تھا اس کے الفاظ یہ تھے:

"ولا يهدم لهم بيت نار." (۲۱)

"ان کا کوئی آتش کدہ منہدم نہیں کیا جائے گا۔"

(iii) اہل آذربائیجان (۲۲) سے معاہدہ:

آذربائیجان کے عامل حضرت عتبہ بن غرقد نے اہل آذربائیجان کو یہ معاہدہ لکھ کر دیا۔

"أن يقتل منهم أحد ولا يسبيه ولا يهدم بيت نار."(۲۳)

"نہ ان میں سے کسی کو قتل کیا جائے گا، نہ کسی کو ملامت کیا جائے گا اور نہ کوئی آتش کدہ مندہم کیا جائے گا۔"

(iv) اہل ماہ بہرذاذان (۲۴) سے معاہدہ:

حضرت نعمان بن مقرنؓ نے اہل ماہ بہرذاذان سے عہد فاروقیؓ میں معاہدہ کیا جس میں ان کی مذہبی آزادی کی بایں الفاظ حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے۔

ان کے اموال، نفوس اور اراضی ہر ایک پر ان کا قبضہ بدستور تسلیم کیا جاتا ہے۔ انہیں نہ تو ان کے دین سے ہٹایا جائے گا اور نہ ان کی شریعت سے تعرض کیا جائے گا۔ (۲۵)

(v) اہل عین الشمّس (۲۶) سے معاہدہ:

حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر کے مشہور شہر ''عین الشمّس'' کی فتح کے موقع پر جو معاہدہ لکھ کر دیا اس میں معابد کی حفاظت کی ضمانت ان الفاظ میں دی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمرو بن العاص نے ان شہریوں کو مندرجہ ذیل شرائط پر امان بخش دی ہے۔

ان کی جان، مال، گرجے، صلیب، ہموار اور نشیبی اراضی اور پانی کے ذخائر ان میں سے کسی شے سے تعرض نہ ہوگا، لیکن وہ اپنی عبادت گاہوں میں اضافہ نہ کریں، ہماری طرف سے ان میں کمی نہ ہوگی۔ (۲۷)

(vi) اہل بیت المقدس سے معاہدہ:

بیت المقدس کے عیسائیوں نے جب صلح کی شرائط میں اس خاص شرط کا اضافہ کیا کہ عہد نامہ خود خلیفہ وقت آ کر لکھے اگرچہ شہر کو بزور قوت فتح کرنا اتنا مشکل نہ تھا، لیکن حضرت ابوعبیدہ بن الجراح بھی کشت وخون نہیں چاہتے تھے، چنانچہ انہوں نے حضرت فاروق اعظمؓ کو خط لکھا اور بتلایا کہ آپ کے یہاں آنے سے بیت المقدس بلا جنگ قبضے میں آ سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے مشورے کے بعد سفر کا قصد فرمایا اور آپ بیت المقدس کے قریب ''جابیہ''[۲۸] مقام پر مقیم ہوئے، یہیں روسائے بیت المقدس آپ کی ملاقات کو حاضر ہوئے اور آپ نے ان کو امان لکھ کر عطا فرمایا جن میں معابد کی حفاظت کی بھی ضمانت دی گئی تھی۔ امام طبری کے الفاظ یہ ہیں:

''هـذا مـا اعـطـى عبد الله عمر امير المؤمنين أهل ايلياء من الأمان أعطاهم أمانًا لانفسهم وأمـوالهم ولكنائسهم وصلبانهم وسقيمها وبرئيها وسائر ملتها انه لا تسكن كنائسهم ولا تهـدم ولا ينتقص منها ولا من حيزها ولا من صليبهم ولا من شئى من اموالهم ولا يكرهون على دينهم ولا يضار أحد منهم ولا يسكن بايلياء معهم احد من اليهود وعلى اهل ايلياء أن يعطوا الجزية.'' (۲۹)

''یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ نے ایلیاء کے لوگوں کو دی یہ امان ان کی جان، مال، گرجا،

صلیب، تندرست، بیمار اوران کے تمام مذہب والوں کے لیے ہے، اسی طرح ہر کہ ان کے گرجاؤں کو مسکن بنایا جائے گا نہ وہ ڈھائے جائیں گے۔ انہیں یا ان کے احاطے کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا نہ ان کی صلیبوں اوران کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہیں کیا جائے گا نہ ان میں سے کسی کے ساتھ بدسلوکی روا رکھی جائے گی، ایلیاء میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے۔ اس کے بدلے میں اہل ایلیا اسلامی ریاست کو جزیہ دیں گے۔''

صلح کے بعد حضرت عمرؓ بیت المقدس تشریف لے گئے، وہاں پادری صفرنیوس اور شہر کے معززین نے آپ کا استقبال کیا۔ اگلے دن صفرنیوس آپ کو شہر کے آثار اور زیارت گاہیں دکھانے کے لیے لے گیا اوران عبادت کدوں کے مشہور قصے آپؓ کو سنائے۔

نماز ظہر کے وقت وہ واقعہ پیش آیا کہ جس سے حضرت عمرؓ کے کردار اور مذہبی رواداری پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ اہل ذمہ کا کس حد تک احترام کرتے تھے اوران کے حقوق کی ادائیگی میں کس قدر محتاط تھے۔

محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں:

''حضرت عمرؓ اور صفرنیوس ''کلیسائے قیامت'' میں تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ پادری نے عرض کی کہ آپ یہاں نماز پڑھ لیں یہ بھی ایک سجدہ گاہ خداوندی ہے، لیکن حضرت عمرؓ نے معذرت فرمائی کہ اگر آج انہوں نے یہاں نماز ادا کی تو مسلمان اس عمل کو سنت یا مستحب قرار دے کر ہمیشہ ان کی تقلید کریں گے، اگر انہوں نے ایسا کیا تو مسلمان عیسائیوں کو ان کے گرجاؤں سے نکال دیں گے اور امان کی خلاف ورزی کریں گے۔''(۳۰)

''کلیسائے قیامت'' میں حضرت عمرؓ کا نماز پڑھنے سے معذرت کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جو مذاہب کی تاریخ اور دنیا کے مختلف المذاہب انسانوں کے باہمی تعلقات پر بڑا اہم اثر ڈالتا ہے۔ یہ ایک آئینہ ہے جس میں اسلامی رواداری اور ''دین میں کوئی جبر نہیں'' کے اصول پر حضرت عمرؓ کا صدق تمسک صدق جھلکتا ہے اور سب سے بڑھ کر اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عہد خلافت راشدہ میں غیر مسلم اقلیتوں کو کس قدر مذہبی آزادی حاصل تھی۔

(vii) امان نامہ برائے اہل لد(۳۱):

حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کے قریبی شہر ''لد'' ایلیاء کے باشندگان کو درج ذیل الفاظ میں امان نامہ عطا فرمایا:

''یہ مراعات ہیں اللہ کے بندے امیر المومنین کی طرف سے باشندگان لد اوران کے فلسطینی حلفیوں کے

لیے۔(۱)......ان کے اموال، جانیں، عبادت گاہیں، صلیب، مریض اور توانا اور تمام ملت کو امان دی جاتی ہے۔(۲)......ہم ان کے گرجے مسمار کریں گے نہ ان میں سکونت اختیار کی جائے گی نہ ان لوگوں کو تکلیف پہنچائی جائے گی۔"(۳۲)

امان نامہ برائے اہل تفلس (۳۳):

حضرت حبیب بن مسلمہ نے اہل طفلس درج ذیل الفاظ پر مشتمل امان نامہ لکھ کر دیا۔

"هذا كتاب من حبيب بن مسلمة لاهل طفليس من الارض الهر من بالامان لكم ولا ولادكم ولا هاليكم واموالكم وصومعكم وبيعكم ودينكم وصلواتكم على اقرار بصغار الجزية."(۳۴)

"حبیب بن مسلمہ کی طرف سے ہرمن کی سرزمین میں بسنے والے اہل طفلس کو ان کی جانوں، اولادوں، اموال، خاندان، ان کے دین، ان کے گرجا گھروں، عبادت گاہوں کو مکمل امان دی جاتی ہے اور اس کے بدلے میں وہ جزیہ دیں گے۔"

عہد خلافت راشدہ میں ہونے والے ایسے معاہدوں کی فہرست بہت طویل ہے جن میں غیر مسلموں اقلیتوں کو ان کے معابد کی تحفظ کی ضمانت دی گئی تھی، ہم نے وہ معاہدے ذکر کر دیے ہیں جن میں تقریباً تمام معاہدوں اور معابد سے متعلقہ ان کی شقوں کا خلاصہ آ جاتا ہے۔

ان معاہدوں کے بارے میں امام ابو یوسفؒ رقم طراز ہیں:

"ولست أرى أن يهدم شئى مما جرى عليه الصلح ولا يحول وأن يمضى الأمر فيها على ما أمضاه ابوبكر وعمر وعثمان وعلى رضى الله عنهم فانهم ان يهدموا شيئا منها مما كان الصلح جرى عليه."(۳۵)

"میری رائے میں ذمیوں کی جو عمارتیں صلحوں کے تحت آتی ہیں ان کو منہدم نہیں کرنا چاہیے، نہ ان میں کوئی تبدیلی کرنی چاہیے۔ ان کے سلسلے میں اسی پالیسی پر عمل درآمد ہونا چاہیے جس پر ابوبکر صدیق، عمر، عثمان اور علیؓ نے عمل کیا ہے۔ انہوں نے کسی ایسی عمارت کو منہدم نہیں کرایا جو صلح کے تحت آتی تھی۔"

مزید فرماتے ہیں:

"فالصلح نافذ على ما انفذه عمر بن الخطاب رضى الله عنهالى يوم القيامة ورأيک بعد

فی ذلک" (۳۶)

''واضح رہے کہ جو صلحیں عمر بن خطابؓ نے نافذ کی ہیں وہ انہی شرائط کے ساتھ قیامت تک نافذ رہیں گی اور اس میں آپ اپنی رائے کو دخل نہیں دے سکتے۔''

خلاصۂ بحث:

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی تاریخ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم کی قائم کردہ اسلامی ریاست میں غیر مسلم باشندوں کو اپنی عبادت گاہوں کی تعمیر اور مذہبی فرائض کی ادائیگی کی مکمل آزادی حاصل تھی۔ اسی طرح خلافت راشدہ کے دور میں بھی غیر مسلموں کو اپنے مذہبی فرائض کی بجا آوری کی مکمل آزادی تھی۔ چنانچہ عہد خلافت راشدہ میں مسلمانوں نے بہت سے علاقے اور شہر فتح کیے لیکن وہاں کسی کلیسا یا کسی معبد کو مسمار کرنا تو درکنار نقصان بھی نہیں پہنچایا گیا اس ضمن میں تاریخ کے اوراق سے اس امر کی شہادت پیش کی گئی ہے کہ ان تمام ادوار میں غیر مسلموں کی عبادت گاہیں اسلامی ریاست کے مختلف حصوں میں موجود تھیں، مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ ان کو کوئی نقصان اور گزند نہیں پہنچنے دیا بلکہ ان کی حفاظت کی ہے اور ہر مذہب کے پیروکار کو اپنے معبد میں رسوم عبادت ادا کرنے کی کھلی آزادی دی ہے مقالہ نگار کو یقین ہے کہ اس سے اسلام کا صحیح رُخ دنیا کے سامنے آئے گا اور اس پروپیگنڈے کی قلعی کھل جائے گی کہ اسلام تشدد اور تعصب کا مذہب ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ البقرہ:۲۵۶

۲۔ قاسم بن سلام، ابوعبید، الاموال،۲۹۴، دارالفکر. بیروت،۱۴۰۸ھ

۳۔ قاسم بن سلام، ابوعبید، الاموال، ص:۲۹۴

۴۔ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج:۱،ص:۳۵۸، دار صادر، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی، ۱۹۶۸ء۔

۵۔ البلاذری، احمد بن یحیٰی، فتوح البلدان، ص:۷۰، شرکۃ طبع الکتب العربیۃ، مصر، الطبعۃ الاولی، ۱۹۰۱ء۔

۶۔ طبری، ابوجعفر، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ج:۲،ص:۲۴۶، دارالکتب العلمیۃ، بیروت،۱۴۰۸ھ

۷۔ حیرہ: یہ لخمی بادشاہوں کا دارالحکومت تھا جس کے آثار عراق میں کوفہ سے تین میل کے فاصلے پر نجف کے قریب پائے جاتے ہیں (آغاز اسلام کے وقت) یہاں نسطوری عیسائی آباد تھے (نعمان بن منذر کے نام پر) اس کا نام حیرۃ النعمان پڑ گیا (الحموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، ج:۲،ص:۳۲۸، دار صادر، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی، ۱۹۷۷ء)

۸۔ طبری، ابوجعفر، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ج۲،ص۱۸۳

۹۔ عانات: قرون وسطی میں اس کا نام عانات تھا جبکہ ترکی دور میں عنہ لکھا جاتا تھا یہ عراق جدید کا ایک اہم قصبہ ہے جو دریائے فرات کے کنارے ہیت کے شمال مغرب میں ۱۴۸ کلومیٹر پر واقع ہے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج۱۲،ص۷۰۷، دانش گاہ پنجاب، لاہور)

۱۰۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج:۱۴۶، دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان،۱۹۷۹ء

۱۱۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج،ص۱۴۵

۱۲۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج،ص۱۴۵

۱۳۔ عین التمر: یہ کوفہ کے مغرب میں انبار کے قریب ایک قصبہ ہے۔(الحموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، ج۴،ص۱۷۶)

۱۴۔ الیس: جنوبی عراق میں دریائے فرات کے قریب دجلہ اور حیرہ کے درمیان ایک آبادی، حضرت خالد اور بہمن جادویہ کے مقدمۃ الجیش کی لڑائی یہاں ہوئی۔(الحموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، ج۱،ص۲۴۸)

۱۵۔ قرقیسیاء کرکیسیا سے معرب ہے جبکہ کرکیس گھوڑوں کے دستے کو کہتے ہیں یہ قصبہ دریائے فرات اور خابور کی مثلث میں واقع ہے (الحموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، ج۴،ص۳۲۸)

۱۶۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج،ص۱۴۵

۱۷۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج،ص۱۴۵

۱۸۔ دمشق: دمشق شام کا سب سے بڑا شہر ہے، یہ سطح سمندر سے تقریبا 700 میٹر بلند ہے، اور لبنان شرقیہ کے سلسلہ کوہ کی مشرقی پہاڑی جبل قاسیون کے دامن میں آباد ہے۔ 1950ء میں دمشق کے جنوب میں تل الصالحیہ کے مقام پر جو کھدائیاں ہوئی ان سے یہاں چار ہزار سال قبل ایک شہری مرکز ہونے کا انکشاف ہوا ہے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج۹،ص۳۹۷) اقوام عالم کی تاریخ میں یہ شہر ہمیشہ اہمیت کا حامل رہا ہے۔

۱۹۔ البلاذری، احمد بن یحیٰی، فتوح البلدان، ص۱۲۸

۲۰۔ قومس: رے اور نیشاپور کے مابین جبال کا نچلا علاقہ ہے جس میں دامغان، بسطام اور بیار کے شہر واقع ہیں بعض اس میں سمنان کو بھی

شامل کرتے ہیں الحموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، ج ۴ ص ۴۱۴، ۴۱۵)

۲۱۔ البلاذری، احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، ص ۳۲۶

۲۲۔ آذربائیجان: جمہوریہ آزربائیجان، ایران آرمینیا (اور روسی داغستان اور جمہوریہ جارجیا) کے درمیان واقع ہے (کمال، احمد عادل، اٹلس فتوحات اسلامیہ، دارالسلام، لاہور، پاکستان، ۱۴۲۸ھ ص ۱۵۱)

۲۳۔ البلاذری، احمد بن یحییٰ فتوح البلدان ص ۳۳۴

۲۴۔ نہاوند: (بہرذاذان) ایران کا یہ شہر کرمان شاہ (موجودہ باختران) کے مشرق میں واقع ہے اور صوبہ ہمدان میں دارالحکومت سے تقریبا ۷۰ کلومیٹر جنوب میں واقع ہے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۲۲، ص ۵۲۸)

۲۵۔ حمیداللہ، ڈاکٹر، سیاسی وثیقہ جات، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۳۱۴

۲۶۔ عین الشمس: یہ مصر میں فرعون موسی کا شہر تھا۔ فسطاط اور عین الشمس کے مابین ۳ فرسخ (۹ میل) کا فاصلہ ہے شام کی طرف سے آئیں تو یہ بلبیس اور فسطاط کے مابین مطریہ کے قریب واقع ہے (الحموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، ۱۷۸/۴)

۲۷۔ حمیداللہ، ڈاکٹر، سیاسی وثیقہ جات، ص ۳۱۴

۲۸۔ جابیہ: یہ شمالی حوران میں (شام) میں مرج الصفر کے قریب جولان کے نواح میں ایک بستی ہے اسے جابیۃ الجولان بھی کہتے ہیں یہاں امیرالموءمنین نے مشہور خطبہ دیا تھا (معجم البلدان ۹۱/۲)۔ جابیہ غسانی حکمرانوں کی مرکزی قیام گاہ تھا اس۔ لیے جابیۃ الملوک کے نام سے موسوم ہوا یہ جولان میں دمشق سے تقریبا ۸۰ کلومیٹر جنوب میں ہے آج کل یہ مقام ایک بہت بڑے چشمے اور چراگاہوں پر مشتمل ہے ۶۴ھ میں اسی شہر میں مروان بن حکم کی خلافت کا اعلان ہوا (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۲/۷، ۱۳)

۲۹۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الأمم والملوک، ۴۴۹/۲

۳۰۔ ھیکل محمد حسین، حضرت عمر فاروق اعظم، ص ۲۹۴ فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۰۰ء

۳۱۔ لد: بیت المقدس کے پاس ایک قصبہ ہے جس کے دروازے پر عیسی ابن مریم دجال کو قتل کریں گے (الحموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان ۱۵/۵) لد فلسطین میں یافا (تل ابیب) کے جنوب مشرق میں ایک شہر ہے، عہد نامہ عتیق میں اسے لود اور عہد نامہ جدید میں لدہ () کہا گیا ہے مسیحی دور میں یہ ایک اسقف کا مرکز اور سینٹ کی مزعومہ قبر کے لیے مشہور تھا ان دنوں لد اسرائیلی فضائیہ کا ایک اہم مرکز ہے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۹۲/۱۸، ۹۳)

۳۲۔ حمیداللہ، ڈاکٹر، سیاسی وثیقہ جات، ص ۳۰۶

۳۳۔ تفلس: یہ جمہوریہ جارجیا کا دارالحکومت ہے اور دریائے کورا پر واقع ہے۔ (اطلس فتوحات اسلامیہ، ص ۱۵۴)

۳۴۔ قاسم بن سلام، ابوعبید، الاموال ص ۲۹۶

۳۵۔ ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج ص ۱۴۷

۳۶۔ ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج ص ۱۴۸